An International Journal of ISLAMIC AND SOCIAL SCIENCES

ISLAMICUS

PAKISTAN ISLAMICUS

(An International Journal of Islamic and Social Sciences)

October-December, 2025, Volume:05, Issue:04 Pages:56-62

Journal Website: https://pakistanislamicus.com/index.php/home
Publisher Website: https://www.mircpk.net

مسلم دانشور تحقیقی مرکز ملتان پاکستان
MUSLIM INTELLECTUALS Research Center Multan-Pakistan

سیرتِ طیبہ ﷺ کی روشنی میں نظامِ تربیت اور معلم کے کردار کی اصلاح: ایک عملی و تجزیاتی مطالعہ

REFORMING THE SYSTEM OF EDUCATION AND THE ROLE OF THE TEACHER IN THE LIGHT OF THE SIRAH (ﷺ): AN APPLIED AND ANALYTICAL STUDY

Maria Shafique [1], *Dr Khalid Mahmood Arif [2], Sabahat[3]

[1] MPhil Scholar, Department of Islamic Studies, Riphah International University, Faisalabad. Punjab, Pakistan.
[2] HOD/Associate Professor, Dept. of Islamic Studies, Riphah International University, Faisalabad. Punjab, Pakistan.
[3] MPhil Scholar, Department of Islamic Studies, Riphah International University, Faisalabad. Punjab, Pakistan.

HEC "Y" Category
HJRS HEC Journal Recognition System

ARTICLE INFO

Article History:

Received:	November 22, 2025
Revised:	December 18, 2025
Accepted:	December 22, 2025
Available Online:	December 31, 2025

Keywords:

Sirah

Educational Reform & Teacher's Role

Tarbiyah & Moral Education

Islamic Pedagogy

Character Formation

Funding:

This research journal (PIIJISS) doesn't receive any specific grant from any funding agency in the public, commercial, or not-for-profit sectors.

Copyrights:

CC BY

Copyright Muslim Intellectuals Research Center. All Rights Reserved © 2021. This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

ABSTRACT

This study explores the reform of educational systems and the role of the teacher through the lens of the Prophetic Sirah of Prophet Muhammad (ﷺ). In contemporary times, educational institutions faced moral decline, fragmented character formation, and increasing materialistic orientation. The Sirah presents a holistic and value-based model of education that integrates intellectual growth, spiritual purification, moral discipline, and social responsibility.

The Prophet (ﷺ), as the greatest teacher in Islamic tradition, transformed individuals and society through a comprehensive (pedagogical) methodology grounded in wisdom, compassion, gradualism, dialogue, and practical demonstration. His approach combined knowledge transmission with character building (tarbiyah), emphasizing sincerity, ethical conduct, emotional intelligence, and community cohesion. The study analytically examines key dimensions of the Makkan and Madinan periods, including mentorship, moral reform, individualized instruction, and leadership development.

Using qualitative and analytical methods, this research evaluates classical sources of Sirah alongside contemporary educational theories to propose practical reforms for modern Muslim educational institutions. It argues that sustainable reform requires redefining the teacher's role from a mere instructor to a moral guide, mentor, and role model.

The findings suggest that integrating Prophetic principles into curriculum design, teacher training, and institutional culture can address present educational crises and contribute to holistic human development. The study concludes that the Sirah provides not only spiritual guidance but also a comprehensive pedagogical framework relevant to modern educational reform.

***Corresponding Author's Email: khalid.mahmood@riphahfsd.edu.pk**

اللہ رب العزت نے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آخری نبی حضرت محمد ﷺ تک ہزاروں نبیوں اور رسولوں کو اپنی کتاب اور احکام سے نوازا اور انہیں انسانیت کی ہدایت کے لیے دنیا میں بھیجا۔ نبی اکرم ﷺ کو اللہ پاک نے جس دین سے نوازا اور اس کی ابتداء ہی تعلیم سے ہوئی ہے۔ سب سے پہلی وحی جو نازل ہوئی وہ سورہ علق کی چند آیتیں ہیں جن میں نبی آخر الزمان سے فرمایا گیا:

"اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ خَلَقَ الْإِنسَانَ مِنْ عَلَقٍ اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْإِنسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ"[1]

(پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے سب کو پیدا کیا۔ پیدا کیا اس نے انسان کو خون کے لو تھڑے سے۔ پڑھ تیرا رب بڑا کریم ہے۔ جس نے قلم کے ذریعے علم سکھایا۔ انسان کو اس چیز کا علم دیا جو وہ نہیں جانتا تھا۔)

تعلیم کسی بھی معاشرے کی فکری، اخلاقی اور تہذیبی بنیاد ہوتی ہے اور اس بنیاد کو استوار کرنے میں معلم کا کردار مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔ ایک معلم صرف معلومات منتقل کرنے والا نہیں

ہوتا بلکہ وہ طلبہ کی شخصیت سازی، اخلاقی تعمیر اور فکری رہنمائی میں بنیادی ستون کی حیثیت رکھتا ہے۔ تعلیم کی روحِ اصل میں تربیت ہے، اور جب تک تربیت ٹھیک نہ ہو علم محض الفاظ کا مجموعہ بن کر رہ جاتا ہے۔

تعلیم ایک مستقل عمل ہے۔ علم کے حصول کے لیے نہ تو عمر کی قید ہے، نہ مکان کی اور نہ ہی امکان کی۔ تعلیم ایک ایسا وصف ہے جو نہ صرف انسان کی شرافت اور تہذیب کا سرمایہ عطا کرتی ہے بلکہ عزت اور دولت سے نوازتی ہے، اخلاق اور عادات میں بہتری لاتی ہے اور انسان کو بلندیوں تک پہنچاتی ہے۔ تعلیم قلبِ انسانی کو عرفانِ الٰہی کی مقدس روشنی سے منور کرتی ہے۔ تعلیم کی اسی اہمیت کی بنا پر ایک معلم کو معاشرے کی بہترین نشوونما اور ترقی کی بنیادی اکائی تصور کیا جاتا ہے۔

اسلامی تعلیمات مین معلم کا مقام نہایت بلند ہے، اور خود نبی کریم ﷺ نے فرمایا: (بے شک مجھے معلم بنا کر بھیجا گیا ہے)۔ آپ ﷺ کی سیرت طیبہ میں تربیت کے وہ تمام پہلو موجود ہیں جو ہر زمانے کے معلمین کے لیے رہنمائی کا سرچشمہ بن سکتے ہیں۔ یہاں یہ نکتہ انتہائی اہم ہے کہ معلم کے تمام فرائض کو متعین کرنے سے پہلے اس بات کی تحقیق کی جائے کہ تربیت کیا ہے؟

تربیت کے معانی و مفہوم

لغتِ عرب میں "**تربیت**" لفظ کے کئی معانی ملتے ہیں جیسے

[مکمل کرنا، اصلاح کرنا اور پرورش کرنا۔]

مفردات میں راغب اصفہانی نے لکھا ہے:

"**تربیت کا مصدر** "رب" ہے اور اس کا مطلب کسی چیز کا مرحلہ وار اگانا، نشوونما دینا اور اس طرح اس کی تربیت کرنا ہے کہ وہ چیز اپنے کمال کو پہنچ جائے۔

اصطلاح میں تربیت اس عمل کو کہتے ہیں انسان میں موجود صلاحیتیں اس طرح پرورش پائیں اور نکھریں کہ وہ انسان کی ذات کمال تک پہنچ جائے۔[2] تربیت ایک مسلسل اور جامع عمل ہے جس کے ذریعے ایک فرد کی شخصیت کی تشکیل ہوتی ہے۔ یہ محض علم کی ترسیل نہیں بلکہ کردار سازی، عادات کی اصلاح اور افکار کی تطہیر پر بھی مشتمل ہوتی ہے، اسلامی تصوّرِ تربیت میں خاص طور پر توحید، تقویٰ، صدق، امانت، عدل اور احسان جیسے اوصاف پر زور دیا جاتا ہے۔

امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

[بچوں کی تربیت والدین کی طرف سے اللہ پاک کی ایک بڑی امانت ہے،
اگر انہوں نے تربیت صحیح نہ کی تو قیامت کے دن اس کی بازپرس ہوگی][3]

گویا کہ تربیت کا مطلب انسان کے اندر نیک صلاحیتیں پیدا کرنا اور اچھی باتوں کے بارے میں جاننا اور ان پر عمل پیرا ہونا ہے۔ تربیت انسانی زندگی کا لازمی جزء ہے۔ جس انسان کی نیک تربیت ہوگی وہ اچھی صفات کا مالک ہوگا اور جس کی تربیت اچھی نہیں ہوگی وہ اخلاقی پستی کا شکار ہوگا۔

تربیت کی اقسام

ماہرینِ تعلیم کے پیش کردہ ارشادات کی روشنی میں تربیتی عمل کو پانچ اقسام میں تقسیم کیا جا سکتا ہے جو کہ درج ذیل ہیں:

1. انفرادی تربیت

اس سے مراد ایک فرد کی انفرادی سطح پر کی جانے والی ایسی تربیت ہے جو اس کی شخصیت، کردار، اخلاق، فکری صلاحیتوں، روحانیت اور عملی زندگی کو بہتر بنانے کے لیے کی جاتی ہے کیونکہ اس میں فرد کی مخصوص ضروریات، رجحانات، کمزوریوں اور صلاحیتوں کو مدنظر رکھا جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ہر فرد کی انفرادی صلاحیتوں اور حالات کو مدِنظر رکھتے ہوئے تربیت کی، جیسے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجتے وقت ان کی علمی استعداد کے مطابق ہدایات دینا۔ فردی تربیت کا لازمی ستون والدین اور گھر کا ماحول ہے۔

2. اجتماعی تربیت

ایک گروہ انسانی کی مخصوص عمر اور مخصوص ماحول میں تربیت ہے۔ جیسے مدرسے یا اسکول میں استاد شاگردوں کی کرتا ہے۔ اس تربیت میں لازمی ستون استاد، مکتب کا ماحول اور مکتب کی انتظامیہ ہوتا ہے۔ اس قسم میں مندرجہ ذیل عوامل پر بحث کی جاتی ہے:

- اجتماعی تربیت کی کیا اہمیت ہے؟
- افراد کی تربیت کے لیے کس طرح کے معلمین کا انتخاب کیا جائے گا؟
- مکتب کا ماحول تربیتِ اجتماعیہ پر کیسے اثرات مرتب کرے گا؟
- اجتماعی تربیت میں کن چیزوں کی رعایت دی جا سکتی ہے؟

3. معاشرتی تربیت

انسان کی ایسی تربیت کی جائے اور شعور دیا جائے کہ وہ معاشرے میں اپنی زندگی کیسے گزارے اور کس طرح ذمہ داریوں کو احسن طریقے سے سرانجام دے۔ انسان کو ایسے ماحول اور ایسے حالات میں رکھا جائے کہ اس کی قابلیت نکھر جائے اور اس کی صلاحیتوں کی اس قدر نشوونما ہو کہ وہ ایک کامل انسان بن جائے۔ یہ تربیت انسان کے سماجی رویوں، تعلقات، برداشت، عدل، رواداری، ہمدردی اور دوسروں کے حقوق کی پہچان جیسے پہلوؤں پر مرکوز ہوتی ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی سیرت ہمیں سکھاتی ہے کہ کس طرح معاشرے میں رہتے ہوئے دوسروں کے حقوق ادا کیے جائیں، ظلم سے بچا جائے اور خیر و بھلائی کو فروغ دیا جائے۔ انتظامی صلاحیت کی تخلیق، احساسِ ذمہ داری اور فکری شعور معاشرتی تربیت کے اہم جز ہیں۔

4. روحانی تربیت

روحانی تربیت سے مراد انسان کے باطن کی اصلاح، اس کے اندر موجود نیک اوصاف اور عالی اقدار کی پرورش کرنا ہے۔ جیسے ہمارے بدن کے لیے خوراک اور لباس کی ضرورت ہوتی ہے بالکل ایسے ہی ہماری باطنی تربیت کے لیے روح کی تربیت ضروری ہے۔ اس لیے

معلمین کے لیے ضروری ہے کہ روح کی ضروریات کے پیشِ نظر اس کی تربیت کے متعلقہ ضروریات فراہم کریں۔ والدین، معلم، دینی پیشوا اور ہمارا ماحول روحانی تربیت کے لازمی اجزاء ہیں۔ نبی اکرم ﷺ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی روحانی تربیت فرماتے، ان کے دلوں سے دنیا کی محبت نکالتے اور انہیں اخلاص، صبر شکر، اللہ کی رضا، عفو و در گزر جیسی صفات سکھاتے، جیسے

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

" هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَكِّیْهِمْ وَ یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَۗ-وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ"[4]

(وہی ہے جس نے اَن پڑھوں میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا کہ ان پر اس کی آیتیں پڑھتے ہیں اور انہیں پاک کرتے ہیں اور انہیں کتاب اور حکمت کا علم عطا فرماتے ہیں اور بے شک وہ اس سے پہلے ضرور کُھلی گمراہی میں تھے۔)

یہ آیت نبی اکرم ﷺ کی بعثت کے مقصد کو بیان کرتی ہے۔

5. جسمانی تربیت

جسمانی تربیت سے مراد انسان کے جسم کو صحت مند، توانا اور مضبوط بنانے کے ایسے طریقے ہیں جن سے اس کی جسمانی صلاحیتوں میں بہتری آتی ہے۔ اس کا مقصد صرف جسم کو طاقتور بنانا نہیں بلکہ فرد کی مجموعی شخصیت کو بہتر بنانا بھی ہوتا ہے جیسے نبی اکرم ﷺ نے تیر اندازی، گھڑ سواری اور تیراکی جیسے کھیلوں کی ترغیب دی۔ جسمانی صفائی کو نصف ایمان قرار دیا۔ جسمانی تربیت میں فرد کی جسمانی طاقت و کمزوری وغیرہ پر بحث کی جاتی ہے: مثلاً

- جسم کے لیے کونسی چیزیں نقصان دہ ہے اور کونسی چیزیں مفید ہیں؟
- جسم کے اعضاء، اعصاب اور گوشت و پوست وغیرہ کی تربیت کیسے کی جائے؟
- کون کونسی غذائیں جسمانی نشوونما کے لیے ضروری ہیں؟
- حافظہ، شعور، عقل اور حواس خمسہ کی تربیت کو کیسے بہتر بنایا جائے؟

تربیت کے مقاصد

سیرت نبوی ﷺ کی روشنی میں تربیت کے مقاصد جامع، متوازن اور ہمہ جہت ہیں۔ آپ ﷺ نے انسانی شخصیت کے ہر پہلو کی اصلاح و تربیت فرمائی، جس میں عقیدہ، عبادات، اخلاق، معاشرت اور قیادت سب شامل ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے مکہ مکرمہ میں سب سے پہلے عقیدے کی اصلاح پر زور دیا۔ ابتدائی دعوت کا مرکز توحید تھا۔ سیرت طیبہ کا مطالعہ ہمیں تربیت کے ایسے مقاصد سکھاتا ہے جو فرد کو نہ صرف دنیا میں کامیاب بناتے ہیں بلکہ آخرت کی فلاح کا ذریعہ بھی بنتے ہیں۔ جیسے قرآن مجید میں انسانی زندگی کی تربیت کے مقاصد کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:

"كُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِؕ وَ لَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَیْرًا لَّهُمْؕ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ اَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ"[5]

(تم بہتر ہو ان سب امتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو اور اگر کتابی ایمان لاتے تو ان کا بھلا تھا اُن میں کچھ مسلمان ہیں اور زیادہ کافر۔)

اللہ رب العزت تمام علوم کے عالم ہیں اور اول المعلم ہیں۔ جس نے کائنات میں آنے والے سب سے پہلے انسان حضرت آدم علیہ السلام کو علم کے زیور سے آراستہ کرکے فرشتوں سے معتبر کر دیا۔ جیسے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

"وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا"[6]

(اللہ نے حضرت آدم علیہ السلام کو سب چیزوں کے نام سکھائے۔)

انسانی زندگی کے بہت سے اوصاف ایسے ہیں جن پر انسان کے اخلاقی وجود کی اساس قائم ہے جو کسی معاشرے کے لیے کامیابی کا ذریعہ ہے۔ کسی بھی معاشرے کی ترقی اور خوشحالی کا دارومدار اچھے اخلاق و کردار پر ہوتا ہے۔ جس چیز کو اسلامی اخلاقیات سے تعبیر کرتے ہیں اس سے مراد ایمان، اسلام اور تقویٰ ہے۔ ان سب کے علاوہ فیاضی وغیرہ ایسی انسانی اخلاقیات ہیں جو دنیا کی جس قوم میں موجود ہو گی وہ قوم ضرور کامیاب ہو گی۔ اسی علم کی بناء پر انسان کو اشرف المخلوقات قرار دیا اور اسے منصبِ نیابت پر فائز کیا۔

اس آیت کی وضاحت کرتے ہوئے پروفیسر عبدالقیوم ناطق فرماتے ہیں:

[اس منصب نیابت کا تقاضہ یہ ہے کہ انسان احساس کمتری سے نکل کر اس کائنات کو مسخر کرے اور اپنے اختیار سے اپنے کام میں لائے۔][7]

استاد کی شخصیت براہ راست بچوں کی شخصیت پر اثر انداز ہوتی ہے وہ ان کے دلوں کو چھو لیتا ہے۔ اور ایک اچھا معلم جو ہوتا ہے وہ بچوں کی اخلاقی تربیت بھی کرتا ہے۔ اسلام میں معیاری تعلیم ہی وہ تعلیم ہے جس کے نتیجے میں انسان خود شناسی اور خدا شناسی سے ہمکنار ہوتا ہے ورنہ تعلیم سے اس کے سوا کوئی اور تبدیلی نہیں آسکے گی کہ وہ ایک اچھا ڈاکٹر، انجینئر، وکیل، سائنس دان یا کچھ بھی بن جائے گا لیکن ایک اچھا انسان اور معاشرے کا ایک سرگرم کارکن نہیں بن پائے گا اور نہ اس کو آنے والی دنیا میں کامیابی ملے گی۔

حبِ نفس

انسانی فطرت کا تقاضا یہ ہے کہ انسان کو اپنی ذات اور نفس سے بہت محبت ہوتی ہے اور وہ دنیا کی ہر لذت سے بہرہ مند ہونا چاہتا ہے۔ وہ یہ چاہتا ہے کہ اس کی عمر طویل ہو، ہر کوئی اس سے محبت کرے اور وہ تمام کائنات کا محور و مرکز بن جائے۔ جس کو قرآن مجید میں ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

"وَ اِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَیْرِ لَشَدِیْدٌ"[8]

(وہ مال و دولت و خیر میں زیادہ مبتلا ہے۔)

لہٰذا انسان اپنی خواہشوں و تمناؤں کے حاصل کرنے میں حائل ہونے والی ہر مادی و

معنوی رکاوٹ ناپسند کرتا ہے۔ محبت اور نفرت جیسے جزبات انسان کے نفس کی گہرائیوں میں موجود ہیں۔ اسلام نے انسان کو اس بات سے نہیں روکا کہ وہ اپنی ذات سے محبت نہ کرے کیونکہ یہ ایک فطری جذبہ ہے جو انسان کو عمل کرنے پر ابھارتا ہے مگر اسلام کی نظر میں نفس سے محبت کا یہ مطلب نہیں کہ انسان لذتوں کے حصول کے پیچھے دوڑتا رہے بلکہ اسلام کی نظر میں حب نفس کا مفہوم یہ ہے کہ انسان اپنے نفس کو نصیحت کرتا رہے اور سے صحیح سمت کی طرف رہنمائی اور تربیت کرے۔

تربیت کے سلسلے میں سب سے اہم ذمہ داری والدین اور اساتذہ پر عائد ہوتی ہے کہ وہ دنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ طلبہ کی تربیت اور کردار سازی کا اہتمام بھی کریں۔ اگر اساتذہ ایسا نہیں کرتے اور مسلمان بچے ان کے ہاں ایسی تعلیم حاصل کرینگے جب سے ان کے اخلاق و کردار میں بگاڑ پیدا ہوگا جس کے نتیجے میں دنیا و آخرت کی عافیت و خیر سے محروم رہیں گے۔

تعلیم و تربیت کا کام درست جذبے سے کیا جائے تو یہ اللہ رب العزت کی خوشنودی حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ اس لیے کہ درست تعلیم و تربیت طلبہ کے دین و ایمان کا مسئلہ ہے۔

والدین کے بعد افراد کی تربیت کا دوسرا ذریعہ مکتب یعنی معلم ہے۔ عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ استاد صرف تعلیم دیتا ہے جبکہ تربیت کرنا والدین کا فرض ہے لیکن اصل میں تعلیم و تربیت دو مختلف چیزیں نہیں۔ تعلیم تربیت کے بغیر اور تربیت تعلیم کے بغیر اپنا کوئی مقام نہیں رکھتی۔ تعلیم کے شعبہ سے وابستہ افراد کو اس بات کا ادراک اور شعور ہونا چاہیئے کہ کتنی اہم ذمہ داری انہوں نے اپنے کندھوں پر لی ہے۔ اگر اس کام کو درست طریقے سے سر انجام دیا جائے تو یہ صدقہ جاریہ ہے اور جب تک اساتذہ اپنی اس ذمہ داری کو پورا کرتے رہیں گے تو اس کے اچھے اثرات معاشرے پر پڑتے رہیں گے اور انہیں ثواب پہنچتا رہے گا۔ اس کے برعکس اگر معلمین طلبہ کی اچھی تربیت نہیں کریں گے تو معاشرے پر برے اثرات مرتب ہونگے۔ اللہ کی نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا))[9]

(اور میں تو صرف معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں۔)

رسول کی تعلیمات جامع واکمل، ناقابل تنسیخ اور قیامت تک ہر انسان کے لیے منبع رشد و ہدایت کا ذریعہ ہیں۔ اللہ رب العزت نے رسول اللہ ﷺ کو تمام انسانوں کے حق میں بے مثل سیرت، خلق عظیم، اسوہ جلیل اور سب کے لیے قابلِ تقلید نمونہ، انسان سازی اور شخصیت و کردار سازی کی تشکیل کے لیے ایک اسوہ حسنہ بنایا ہے۔ اسلام دین فطرت ہے اور مکمل ضابطہ حیات ہے۔ تربیت کے متعلق اسلام کا نقطہ نظریہ ہے کہ فرد کی تربیت اس طرح کی جائے کہ انسان ایک معزز اور مطمئن فرد کی حیثیت سے زندگی گزارے۔

تربیت کے طریقے

"تربیت "ایک وسیع اور اہم موضوع ہے جو فرد، معاشرہ اور قوم کی اصلاح و تعمیر میں مرکزی کردار ادا کرتا ہے۔ معلم قوموں کے معمار ہوتے ہیں، ان کی رہنمائی سے معاشرہ فکری، اخلاقی اور علمی بلندیوں تک پہنچتا ہے۔ دنیا میں جتنے بھی کامیاب معاشرے ہیں ان میں معلمین کی تربیت پر خصوصی توجہ دی جاتی ہے۔ اسلامی تاریخ میں آنحضور ﷺ نے معلمین کی تربیت کا جو طریقہ کار اپنایا ہے وہ آج بھی دنیا بھر میں معیاری تدریس کے لیے بہترین نمونہ ہے۔ نبی کریم ﷺ نے معلم اور مربی کی حیثیت سے جو اسلوب اپنایا ہے وہ قرآن و سنت کی روشنی میں اخلاق، صبر، حکمت، شفقت، طلباء کے فہم و فراست اور ان کی انفرادی مزاج کو مدِ نظر رکھتے ہوئے خالص تعلیم دینے پر مبنی تھا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ "[10]

(اور تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ کی زندگی بہترین نمونہ ہے۔)

اسلام میں تربیت کا بنیادی مقصد ایک ایسا متوازن، بااخلاق اور مفید انسان تیار کرنا ہے جو

- اللہ کا بندہ بنے۔
- معاشرے کا نفع بخش فرد ہو۔
- اسلامی اقدار کا حامل ہو۔
- دنیا و آخرت کی کامیابی حاصل ہو۔

جیسے ارشاد ربانی ہے:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا۔"[11]

(اے ایمان والو، اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ۔)

نبی کریم ﷺ کی حیات مبارکہ میں تعلیم و تربیت کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ نبی کریم ﷺ خود بھی ایک معلم ہیں اور آپ نے تربیت کے لیے واضح اصول بھی وضع فرمائے۔

تزکیہ نفس

آپ ﷺ نے اپنی بعثت کا مقصد حسن اخلاق کی تکمیل بتایا، اور قرآن مجید میں بھی آپ کا اہم مقصد بعثت تزکیہ (اصلاح و اخلاق و تعمیر سیرت) قرار دیا گیا ہے۔ تربیت کے لیے تزکیہ نفس لازم و ملزوم ہے، کیونکہ تزکیہ کا لفظی معنیٰ ہی "پاک صاف کرنا، نشو و نما کرنا" کے ہیں۔ جیسا کے قرآن مجید میں بیان ہے:

"هُوَ الَّذِىْ بَعَثَ فِى الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ"[12]

(وہی ذات (اللہ) ہے جس نے ان پڑھ لوگوں میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا جو انہیں اللہ کی آیات پڑھ کر سناتا ہے اور ان کا تزکیہ کرتا ہے اور ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔"

آداب طعام میں تربیت

امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ تعالیٰ نے عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا:

((أَنَّهُ سَمِعَ عُمَرَبْنَ أَبِي سَلَمَةَ ، يَقُولُ : كُنْتُ غُلَامًا فِي حَجْرِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَكَانَتْ يَدِي تَطِيشُ فِي الصَّحْفَةِ ، فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : يَا غُلَامُ ، سَمِّ اللَّهَ وَكُلْ بِيَمِينِكَ وَكُلْ مِمَّا يَلِيكَ ، فَمَا زَالَتْ تِلْكَ طِعْمَتِي بَعْدُ.))[13]

(میں رسول اللہ ﷺ کی زیرِ تربیت ایک بچہ تھا اور کھانے کے دوران میرا ہاتھ برتن میں گھومتا تھا، تو مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے بچے! بسم اللہ پڑھو، دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور (برتن میں) اپنی قریبی جگہ سے کھاؤ۔)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنے زیرِ کفالت یتیم بچے کو آداب طعام کی تعلیم دیتے وقت کس قدر شفیق و مہربان تھے۔ معلمین کو چاہیئے کہ وہ طلبہ کی تعلیم و تربیت کے دوران سیرتِ نبوی کو مدِ نظر رکھے۔ایسے ہی وہ بہترین شاگرد بن سکتے ہیں۔

اخلاصِ نیت

تعلیم و تربیت میں معلمین کی نیت خالص ہونی چاہیئے جیسے کہ حدیث پاک میں ارشاد فرمایا:

((إنَّما الأعمالُ بالنِّيّاتِ))[14]

(بے شک اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے)

ایک معلم اگر دنیاوی مفاد اور ریاکاری کے لیے پڑھائے تو اس کے دیئے گئے علم میں بے برکتی ہوتی ہے۔اس لیے معلمین کو چاہیئے کہ وہ خالص اللہ کی رضا کے لیے علم سکھائیں اور اپنے طلباء کی بہتری کو اولین فریضہ سمجھ کر ادا کریں۔

دعائیں

معلم کا اپنے شاگرد کے لیے دعا کرنا ایک مبارک اور پسندیدہ عمل ہے۔رسول اللہ ﷺ اپنے شاگردوں کے لیے دعا فرمایا کرتے تھے۔دعا شاگردوں کے علم کے متعلق بھی ہوتی ہے اور دوسری خیر کی باتوں کے لیے بھی۔احادیث میں بہت سی مثالیں ملتی ہیں جن میں نبی کریم ﷺ نے اپنے اصحاب کے لیے دعا فرمائی۔جیسے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے لیے دعا فرمانا:

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے (سینے سے) لگایا اور فرمایا:

((اللَّهُمَّ عَلِّمْهُ الْحِكْمَةَ وَتَأْوِيلَ الْكِتَابِ))[15]

(اے اللہ! اس کو علم کتاب عطا فرما دیجیے۔)

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اللہ رب العزت سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے لیے علم قرآن کریم عطا فرمانے کی دعا کی۔اللہ پاک نے اپنے پیارے نبی کی دعا کو قبول فرمایا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے "ترجمان القرآن" کا لقب پایا۔معلم چاہے درس گاہ میں ہو یا کسی بھی موقع پر اپنے شاگردوں کے لیے دل سے دعا کرے تو یہ ان کے لیے برکت اور کامیابی کا سبب بن سکتی ہے۔

محبت و شفقت

اللہ رب العزت نے مومنین کے لیے اپنے نبی کریم ﷺ کو نرم خو، شفیق اور مہربان بنایا۔اللہ پاک نے خود فرمایا:

"فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ"[16]

"پس آپ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ان کے لیے نرم ہوئے ہیں۔"

یہ آیت نبی کریم ﷺ کے رحم دل اور مشورے کی اہمیت پر روشنی ڈالتی ہے۔اور مسلمانوں کو نرمی، درگزر اور اجتماعیت کی تلقین کرتی ہے۔ساتھ معلمین کو سکھایا کہ طلباء کے ساتھ نرمی سے پیش آئے۔ایک معلم اگر سخت مزاج ہو تو طلباء اس سے دور بھاگتے ہیں۔نبی کریم ﷺ کا رشاد مبارک ہے:

((إن الرفق لا يكون في شيء إلا زانه))[17]

(یعنی نرمی جس چیز میں بھی ہوتی ہے اسے خوبصورت بنادیتی ہے۔)

تعلیم بالعمل

عملی تربیت تو نبی کریم ﷺ کے طریقہ تدریس کا اہم حصہ تھی، آپ نہ صرف زبانی ہدایات دیتے بلکہ خود بھی عمل کر کے دیکھاتے۔جیسا نماز سیکھاتے وقت آپ نے فرمایا:

"صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي"[18]

"تم اسی طرح نماز پڑھو جیسے تم مجھے نماز پڑھتے دیکھتے ہو۔"

اسی طرح عمل کی دو صورتیں بنتی ہیں۔

1. جس بات کا معلم شاگردوں کو حکم دے رہا ہے وہ خود بھی کرے۔
2. جس بات سے روکے اس سے خود بھی دور رہے۔

اسی کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ [الفعل ابلغ من القول] عمل کا دلوں پر اثر الفاظ سے زیادہ ہوتا ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے عبدالرحمن بن ابزیٰ سے اور انہوں نے اپنے باپ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے بیان کیا ہے:

((جَاءَ رَجُلٌ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فَقَالَ: إِنِّي أَجْنَبْتُ فَلَمْ أُصِبِ الْمَاءَ؟ فَقَالَ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ: أَمَا تَذْكُرُ أَنَّا كُنَّا فِي سَفَرٍ أَنَا وَأَنْتَ، فَأَمَّا أَنْتَ فَلَمْ تُصَلِّ، وَأَمَّا أَنَا فَتَمَعَّكْتُ فَصَلَّيْتُ، فَذَكَرْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:" إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ هَكَذَا، فَضَرَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَفَّيْهِ الْأَرْضَ وَنَفَخَ فِيهِمَا، ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ وَكَفَّيْهِ))[19]

(ایک شخص عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور اس نے عرض کیا: میں حالتِ جنابت میں ہوں اور مجھے پانی میسر نہیں" اس پر عمار بن یاسر

نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا آپ کو یاد نہیں کہ جب میں اور آپ سفر میں تھے اور ہم دونوں اجنبی ہوگئے، تو آپ نے نماز نہیں پڑھی لیکن میں نے زمین پر لوٹ پوٹ لیا اور نماز ادا کرلی۔ پھر میں نے اس کا ذکر نبی کریم ﷺ سے کیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارے لیے تو یہ کافی تھا، اور آپ نے اپنی دونوں ہتھیلیاں زمین پر ماریں، ان میں پھونکا، پھر ان دونوں کے ساتھ اپنے چہرے اور ہتھیلیوں کا مسح کیا۔)

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے تیمم کا طریقہ عملی طور پر سکھایا۔

قصوں اور مثالوں سے وضاحت

آپ ﷺ کا طریقہ تدریس بہت سادہ اور مؤثر کن تھا۔ نبی کریم ﷺ مشکل باتوں کو سادہ ترین مثالوں سے سمجھاتے تھے۔ جیسے کہ امام احمد اور امام حاکم رحمہما اللہ تعالیٰ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا:

رسول اللہ ﷺ نے ہمارے لیے ایک خط کھینچا، پھر فرمایا:

((هٰذَا سَبِيلُ اللهِ"، ثُمَّ خَطَّ خُطُوطًا عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ، ثُمَّ قَالَ:" هَذِهِ سُبُلٌ قَالَ يَزِيدُ: مُتَفَرِّقَةٌ عَلَى كُلِّ سَبِيلٍ مِنْهَا شَيْطَانٌ يَدْعُو إِلَيْهِ"، ثُمَّ قَرَأَ: وَأَنَّ هَذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ وَلا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ))[20]

(یہ اللہ تعالیٰ کی راہ ہے۔ پھر آپ ﷺ نے اس کی دائیں اور اس کی بائیں جانب خطوط کھینچے پھر فرمایا: یہ راہیں ہیں۔ ان میں سے ہر راہ پر شیطان بلا رہا ہے۔ آپ ﷺ نے قرآن مجید کا یہ حصہ تلاوت کیا: اور بلاشبہ یہ میری راہ ہے سیدھی، سو تم اس پر چلو اور دوسروں کی راہوں پر مت چلو۔ وہ تمہیں اس (اللہ پاک) کی راہ سے جدا کردیں گے۔)

نبی کریم ﷺ کے بتائے ہوئے اسلوب سے معلوم ہوتا ہے کہ معلم کو چاہیئے کہ علم مرحلہ وار اور آسان طریقے سے طلباء تک پہنچائے۔

نبی کریم ﷺ کی موجودگی میں ترغیب

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا:

((دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَعِنْدِي جَارِيَتَانِ تُغَنِّيَانِ بِغِنَاءِ بُعَاثَ، فَاضْطَجَعَ عَلَى الْفِرَاشِ وَحَوَّلَ وَجْهَهُ وَدَخَلَ أَبُو بَكْرٍ فَانْتَهَرَنِي وَقَالَ:مِزْمَارَةُ الشَّيْطَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ، فَأَقْبَلَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللهِ عَلَيْهِا السَّلَام، فَقَالَ:دَعْهُمَا، ياأبابكرإنَّ لِكلِّ قومٍ عيدًا وهذا عيدُنا۔))[21]

(رسول اللہ ﷺ میرے ہاں تشریف لائے، تو اس وقت میرے پاس دو بچیاں جنگ بعاث کے قصوں کی نظمیں پڑھ رہی تھیں۔ آپ ﷺ بستر پر لیٹ گئے اور چہرے کو دوسری طرف پھیر لیا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو انہوں نے مجھے ڈانٹا اور فرمایا: یہ شیطانی آواز نبی کے پاس؟ نبی کریم ﷺ حضرت ابو بکر کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا "انہیں چھوڑ دو"۔ "اے ابو بکر! ہر قوم کی عید ہے اور یہ ہماری عید ہے۔)

معلمین کے پاس کسی کو کام کرتے دیکھے تو ٹوکنے میں استاد کی گستاخی نہیں، بلکہ یہ تو اس کے ادب واحترام اور ان کے مقام ومرتبہ کی پاسداری کی بات ہے۔ معلمین کو چاہیئے کہ اپنی موجودگی میں باصلاحیت شاگردوں کو تعلیم وتربیت کی اجازت دے دینی چاہیئے۔

معلمین کے کردار کو بہتر بنانے کے لیے عملی اقدامات

انسانی وجود دو چیزوں کا مرکب ہے: ایک مادی اور دوسرا روحانی۔ نبی کریم ﷺ نے اپنی پوری حیات مبارکہ انسان سازی اور گمراہ انسانوں کی تربیت اور ہدایت میں گزار دی اور اپنی بعثت کے مقصد اور ہدف کو یوں بیان فرمایا:

((إِنَّمَا بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْأَخْلَاقِ))[22]

(بے شک مجھے اچھے اخلاق کی تکمیل کے لیے بھیجا گیا ہے۔)

جب ایک فرد مسلمان ہوجاتا ہے تو اس کی تربیت میں یہ بات شامل ہوجاتی ہے کہ اللہ اور رسول ﷺ ہمیشہ انسانیت کی بھلائی ہی چاہتے ہیں۔ یہ بات تربیت پر منحصر ہے کہ اگر تربیت اچھی ہو تو انسان حکم بجالاتا ہے اور اگر تربیت اچھی نہ ہو تو انسان انکار کردیتا ہے۔

انسان کو اللہ تعالیٰ نے بہت خوبصورت پیدا فرمایا جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

"لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ"[23]

"بے شک ہم نے انسان کو بہترین ساخت پر پیدا فرمایا۔"

اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ کسی بھی انسان کی کامیابی کے پیچھے ایک اچھے معلم کی بہترین تربیت کارفرما ہوتی ہے وہ لوگ زندگی میں خوش قسمت ہوتے ہیں جن کی زندگی میں اچھے استاد میسر آتے ہیں۔ اگر امت مسلمہ کے ماضی میں دیکھا جائے تو ایسی سینکڑوں مثالیں ملتی ہیں، جن میں معلمین نے اپنے شاگردوں کی محنت ومشقت اور خلوص کے ساتھ تربیت کی، بعد میں انہی طلباء نے بڑے علمی وفکری کارہائے نمایاں کئے۔

سیرت نبی ﷺ کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنے اصحاب کی تربیت خالص معلمانہ انداز میں فرمائی۔ بے مقصد زندگی انسان کو ایک ایسی مشت خاک بنا کر رکھ دیتی ہے جس کا کوئی مصرف نہیں ہوتا۔ ان کو یہ بتائیں کہ جہاں وہ پڑھ رہیں ہیں اسلام کے لیے جدوجہد کا جذبہ منتقل کرنا، ظلم وجبر سے نفرت اور اس کے خلاف جدوجہد کے لیے آمادگی پیدا کرنا یہ ان کی ذمہ داری ہے۔

اس حوالے سے نبی کریم ﷺ کی حدیث مبارکہ بھی ہے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((أَعْطُوا الْأَجِيرَ أَجْرَهُ قَبْلَ أَنْ يَجِفَّ عَرَقُهُ))[24]

(مزدور کی مزدوری اسکا پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کیا کرو۔)

معلم کے لیے ضروری ہے کہ طلباء کی تربیت مین اعتدال سے کام لے،اسلام کے قوانین کی رعایت کرے۔ معلم کے لیے ضروری ہے کہ وہ شاگردوں کو اچھے کاموں کا شوق دلائے اور اچھے امور کو انجام دینے پر ان طلباء کی تعریف کرے تاکہ وہ اخلاقی اقدار کی انجام دہی کے لیے ایک فعال فرد کی حیثیت سے آگے بڑھ سکیں۔

انسان علم کی وجہ سے روشنی کا مینار دکھائی دیتا ہے لیکن سیرت اور کردار کے لحاظ سے وہ ایک گہرا،اندھااور تاریک غار محسوس ہوتا ہے جب انسان اس کے قریب جاکر دیکھتا ہے۔

حضرت غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا:

[ایسامت بننا کہ زبان عالم ہو مگر دل جاہل ہو۔]

آج بھی معلمین اور الدین نبی کریم ﷺ کی سنت پر عمل کریں تو طلباء میں علم کا شوق اور کامیابی کی لگن بڑھے گی۔ جیسے حدیث حضرت ابی کعب رضی اللہ عنہ میں مذکور ہے:

امام مسلم رحمۃاللہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((يَا أَبَا الْمُنْذِرِ، أَتَدْرِي أَيُّ آيَةٍ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ مَعَكَ أَعْظَمُ؟ قَالَ: قُلْتُ: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: يَا أَبَا الْمُنْذِرِ، "أَتَدْرِي أَيُّ آيَةٍ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ مَعَكَ أَعْظَمُ؟ قَالَ: قُلْتُ: اللَّهُ لا إِلَهَ إِلا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ"، قَالَ: فَضَرَبَ فِي صَدْرِي، وَقَالَ: وَاللَّهِ لِيَهْنِكَ الْعِلْمُ أَبَا الْمُنْذِرِ۔))[25]

(اے ابوالمنذر! کیا تمہیں معلوم ہے کہ کتاب اللہ کی کون سی آیت سب سے زیادہ عظمت والی تمہارے پاس موجود ہے؟ انہوں نے بیان کیا: میں نے عرض کیا: " اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ زیادہ جانتے ہیں ۔"آپ ﷺ نے (دوبارہ) پوچھا: "اے ابو المنذر! تمہارے پاس کتاب اللہ کی سب سے زیادہ عظمت والی آیت کون سی ہے؟" میں نے عرض کیا: (اللَّهُ لا إِلَهَ إِلا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ)" آپ ﷺ نے میرے سینے میں ضرب لگائی اور فرمایا" اللہ تعالیٰ کی قسم! ابوالمنذر! تجھے علم مبارک ہو")

تعلیم کسی بھی فرد کی ہمہ گیر ترقی کا نام ہے۔ تعلیم کو فرد کی سوچ، فیصلہ سازی کی صلاحیت ،کارکردگی اور ذہانت میں اضافہ کرنا چاہیئے۔ دین اسلام انسان کو آلودگیوں اور انحراف سے بچا کر سیدھے راستے یعنی عالم خلقت کے فطری اصولوں پر چلانے کے سوا کوئی اور ہدف نہیں رکھتا اسلام کی ذمہ داری بھی انسان کی تعلیم و تربیت ہے۔

REFERENCES - حوالہ جات

[1] Al-ʿAlaq, 96:1–5.
[2] Al-Iṣfahānī, Abū al-Qāsim al-Rāghib. Mufradāt Alfāẓ al-Qurʾān. Urdu trans. (Lāhawr: al-Maktabah al-Qāsimiyyah, 1963), 397.
[3] Al-Ghazālī, Abū Ḥāmid Muḥammad ibn Muḥammad al-Ṭūsī. Iḥyāʾ ʿUlūm al-Dīn, Bāb Riyāḍat al-Nafs (Jiddah: Dār al-Minhāj, 2011), 254.
[4] Al-Jumuʿah, 62:2.
[5] Āl ʿImrān, 3:110.
[6] Al-Baqarah, 2:31.
[7] Nāṭiq, Muḥammad ʿAbd al-Qayyūm, Dr. Professor. Ṣirāṭ Mustaqīm (Karāchī: Ṭāʾir Sons, September 2004), 277.
[8] Al-ʿĀdiyāt, 100:8.
[9] Ibn Mājah, Abū ʿAbd Allāh Muḥammad ibn Yazīd. Sunan Ibn Mājah, Ḥadīth No. 229.
[10] Al-Aḥzāb, 33:21.
[11] Al-Taḥrīm, 66:6.
[12] Al-Jumuʿah, 62:2.
[13] Al-Bukhārī, Abū ʿAbd Allāh Muḥammad ibn Ismāʿīl. al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ (Ṣaḥīḥ al-Bukhārī), Kitāb al-Aṭʿimah, Bāb al-Tasmiyah ʿalā al-Ṭaʿām wa al-Akl bi-al-Yamīn, Ḥadīth No. 5376.
[14] Al-Bukhārī, Abū ʿAbd Allāh Muḥammad ibn Ismāʿīl. al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ (Ṣaḥīḥ al-Bukhārī), Juzʾ 1, Ḥadīth No. 1.
[15] Al-Bukhārī, Abū ʿAbd Allāh Muḥammad ibn Ismāʿīl. al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ (Ṣaḥīḥ al-Bukhārī), Kitāb al-ʿIlm, Qawl al-Nabī ﷺ Allāhumma ʿallimhu al-Kitāb, Ḥadīth No. 75.
[16] Āl ʿImrān, 3:159.
[17] Muslim, Muslim ibn al-Ḥajjāj. al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ (Ṣaḥīḥ Muslim), Juzʾ 1, Kitāb al-Birr wa al-Ṣilah, Bāb Faḍl al-Rifq, Ḥadīth No. 2594.
[18] Al-Bukhārī, Abū ʿAbd Allāh Muḥammad ibn Ismāʿīl. al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ (Ṣaḥīḥ al-Bukhārī), Kitāb al-Adhān, Bāb al-Adhān li-al-Musāfir idhā Kānū Jamāʿah, Ḥadīth No. 631.
[19] Al-Bukhārī, Abū ʿAbd Allāh Muḥammad ibn Ismāʿīl. al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ (Ṣaḥīḥ al-Bukhārī), Kitāb al-Tayammum, Bāb al-Tayammum Hal Yanfukhu Fīhimā?, Ḥadīth No. 338.
[20] Al-Musnad, Ḥadīth No. 4142; al-Ḥākim. al-Mustadrak ʿalā al-Ṣaḥīḥayn, Kitāb al-Tafsīr, Juzʾ 2, 318. (Alfāẓ ḥadīth al-Musnad; al-Ḥākim wa-Shaykh Aḥmad Shākir qālā ṣaḥīḥ al-isnād).
[21] Al-Bukhārī, Abū ʿAbd Allāh Muḥammad ibn Ismāʿīl. al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ (Ṣaḥīḥ al-Bukhārī), Kitāb al-ʿĪdayn, Bāb al-Ḥirāb wa al-Daraq Yawm al-ʿĪd, Ḥadīth No. 949.
[22] Al-Bayhaqī, Aḥmad ibn al-Ḥusayn. al-Sunan al-Kubrā, Kitāb al-Shahādāt Bayān Makārim al-Akhlāq, Juzʾ 10, 92.
[23] Al-Tīn, 95:4.
[24] Ibn Mājah, Abū ʿAbd Allāh Muḥammad ibn Yazīd. Sunan Ibn Mājah, Juzʾ 2, Ḥadīth No. 2443.
[25] Muslim, Muslim ibn al-Ḥajjāj. al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ (Ṣaḥīḥ Muslim), Kitāb Ṣalāt al-Musāfirīn wa Qaṣrihā, Bāb Faḍl Sūrat al-Kahf wa Āyat al-Kursī, Ḥadīth No. 285.